اسلامی بینکاری میں سیونگ اکاؤنٹ کا تحقیقی جائزہ

محمد نعمان کریم *

Abstract

The saving account of Islamic banking is based on the principles of Sharikah (participation by capital) or Mudarabah (participation by capital from one side and by work from other side), which are the preferred methods of financing and investment by Qur'an, Sunnah and the consensus of Ummah. Legislation has been taken place globally and nationally to ensure that the saving account of Islamic banking remains compatible with the principles of Sharikah or Mudarabah. Internally and externally, various Departments / Teams have been formed for checking up and ensuring the compliance of Islamic banking practices including saving account with the Shariah principles as well as the regulatory instructions.

The Process of Islamic banks with respect to the saving account is that they do business with the funds provided by their depositors on the basis of Sharikah or Mudarabah and make them shareholder in the profits earned. Therefore, in the light of Shariah rulings, this practice of Islamic banks is valid and to take profit from this account is lawful by Shariah, and it is not correct to think of it as a conventional banks' saving account, because conventional banks borrow interest based loans for their saving account from account holders and pay interest on loans.

KEYWORDS: *Islamic Banking, Conventional Banking, Mudarabah, Saving accounts.*

* محمد نعمان کریم، ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی۔

دینِ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو بنی نوعِ انسان کی ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے۔ انسانی زندگی دراصل عبادات و معاملات کا مجموعہ ہے، لہٰذا دینِ متین عبادات و معاملات کے تمام شعبہ جات مثلاً نماز و روزہ، اخلاقیات و سیاسیات، تہذیب و تمدن میں ہماری رہنمائی اس انداز سے کرتا ہے کہ قلب کو طمانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرنے والے دین سے یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ معاشیات و مالیات کے شعبے میں لوگوں کو رہنمائی فراہم کرنے سے قاصر ہو اور نت نئی جہتوں کے منکشف ہونے اور انسانی ضروریات کا دائرہ وسیع تر ہونے کے نتیجے میں جنم لینے والے سوالات کے جوابات دینے میں عذر خواہی سے کام لے؟ اللہ رب العزت نے دین کی تکمیل فرمادی[۱] اور اسی دین کو اب تا قیامت قائم رہنا ہے۔[۲] لہٰذا ضروری ہے کہ یہ دین قیامت تک پیش آنے والے تمام امور میں رہنمائی فراہم کرے۔

اقتصادیات کے شعبے میں دینِ کامل نے اس وقت بھی انسانوں کی رہنمائی کی تھی کہ جب بینکاری کا تصور بھی موجود نہ تھا۔ لوگ اپنی رقوم کی حفاظت کے لیے مختلف طریقے اختیار کیا کرتے تھے۔ کوئی اپنا قیمتی سامان زمین میں دفن کر دیا کرتا تھا تو کوئی کسی ذمہ دار و قوی شخص کے پاس بطورِ امانت رکھوا دیا کرتا تھا۔ اسلام میں دفینوں اور امانتوں سے متعلق تفصیلی احکام موجود ہیں۔[۳] جب بینکاری نظام وجود میں آیا تو لوگ محفوظ ذریعہ سمجھتے ہوئے اپنی رقوم بینکوں میں رکھوانے کو ترجیح دینے لگے لیکن اس میں پائے جانے والے خلافِ شرع اصول و قوانین کا جائزہ لے کر علمائے امت نے اس کی حوصلہ شکنی فرمائی اور ساتھ ہی اسلامی بینکاری نظام کے وجود اور اس کے عملی نفاذ کے لیے کوشاں ہوئے اور آخر کار اس کا باقاعدہ اجرا ہو گیا۔ رقوم جمع کروانے کے لیے اسلامی بینکاری نظام میں بھی بنیادی طور پر روایتی (سودی) بینکوں کی طرح دو اکاؤنٹس ہیں: کرنٹ اکاؤنٹ (جاری کھاتہ) اور سیونگ اکاؤنٹ (بچت کھاتہ)۔ کرنٹ اکاؤنٹ، جس کی بنیاد قرض کے اصولوں پر رکھی گئی ہے، اس میں رقوم جمع کروانے کے جواز پر تو تقریباً تمام ہی علما متفق ہیں۔ البتہ اسلامی بینکاری میں سیونگ اکاؤنٹ سے متعلق علما کی آرا مختلف ہیں۔ کچھ علما اس کے جواز کے قائل ہیں اور کچھ عدمِ جواز کے۔ اختلافِ علما کا براہِ راست اثر چونکہ عامۃ الناس پر پڑتا ہے، لہٰذا مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں عوام میں تین طرح کے طبقات پائے جاتے ہیں۔ پہلا طبقہ ان لوگوں کا ہے کہ جنہیں اس کی درستی میں ذرا بھی تامل نہیں ہے۔ یہ لوگ اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ میں رقوم جمع کرواتے اور منافع حاصل کرتے ہیں اور اسے ہرگز قواعدِ دینیہ سے متصادم نہیں سمجھتے۔ دوسرا طبقہ ان حضرات کا ہے کہ جو اس میں رقوم جمع کروانے کو سودی سیونگ اکاؤنٹ میں رقوم جمع کروانے کے مماثل خیال کرتے ہوئے اس سے حاصل شدہ نفع کو سود سمجھتے ہیں۔ تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے کہ جو اختلافِ علما کے باعث اس کے جواز و عدمِ جواز کے سلسلے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ چونکہ اسلامی بینکاری سے نفع اٹھانے کے خواہش مند عوام الناس کے اشکالات کا محور زیادہ تر سیونگ اکاؤنٹ ہی ہوتا ہے، لہٰذا راقم الحروف کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس جائزے کے ذریعے لوگوں کو حقائق سے آگاہ کیا جائے اور تعمیرِ فکر میں کردار ادا کرنے کے لیے رائے عامہ کو ہموار کیا جائے۔ اس تحریر میں ہم بنیادی طور پر ان

باتوں کا جائزہ لیں گے کہ اسلامی بینکاری کا سیونگ اکاؤنٹ احکامِ شریعت سے ہم آہنگ ہے یا نہیں؟ کیا اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ میں رقوم جمع کروانا جائز ہے؟ کیا اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ کو روایتی (سودی) بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹ کے مثل خیال کرنا درست ہے؟ اسلامی بینکاری میں سیونگ اکاؤنٹ کی بنیادیں کیا ہیں؟ شریعتِ مطہرہ کی نظر میں اس کی بنیادوں کی حیثیت کیا ہے؟ وباللہ التوفیق۔

پاکستان میں اسلامی بینکاری کا مختصر تاریخی پس منظر

علمائے امت اور خود بانئ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کی بھی یہ خواہش تھی کہ پاکستان میں بینکاری نظام اسلامی اصولوں پر چلایا جائے، چنانچہ انہوں نے یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "میں بڑے شوق سے آپ کی ریسرچ آرگنائزیشن کے کام کو دیکھوں گا کہ وہ بینکاری کے معاملات کو اسلام کے معاشرتی و معاشی نظریات کے مطابق پیش کرنے میں مصروفِ عمل رہیں۔۔۔۔ مغرب کا معاشی نظریہ اور اس کی عملی صورتوں کو اختیار کرنا ہمارے لیے اپنا ہدف یعنی لوگوں کی خوشحالی اور اطمینان کے حصول میں مددگار ثابت نہیں ہوگا۔ ہمیں اپنے مقاصد پر اپنے طریقے سے عمل کرنا ہوگا اور دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا ہوگا کہ جس کی بنیاد حقیقتاً اسلام کے نظریۂ مساوات اور معاشرتی انصاف پر ہو۔"(۴)

چنانچہ اسلامی بینکاری نظام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حکومت، اسٹیٹ بینک، عدلیہ، علما اور معاشی ماہرین سب ہی مصروفِ عمل رہے اور اسلامی بینکاری کے قیام میں مرحلہ وار اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئینِ پاکستان میں آرٹیکل ۳۸ (ایف) شامل کیا گیا جو کہتا ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو، اسٹیٹ سود کا خاتمہ کرے گا۔ ۱۹۸۰ء میں کئی قوانین پر نظر ثانی کی گئی۔ نئے مالیاتی طریقے متعارف کروائے گئے۔ نفع و نقصان کی تقسیم کا نظریہ پیش کیا گیا۔ ۱۹۹۰ء میں معزز عدلیہ نے سودی بینکوں کو اسلامی بینکوں میں تبدیل کرنے سے متعلق ہدایات جاری کیں۔ ۲۰۰۲ء میں مالیاتی نظام کی تبدیلی سے متعلق اسٹیٹ بینک کی سطح پر ایک کمیشن بنایا گیا۔ حکومت کے مالی معاملات سے سود کے خاتمے کے طریقے تلاش کرنے کے لیے ایک ٹاسک فورس بنائی گئی۔ آخر کار ملائیشیا اور انڈونیشیا کی طرح سودی و غیر سودی بینکاری کو ساتھ ساتھ چلانے کا فیصلہ ہوا، البتہ اسلامی بینکاری کا نظام متعارف کروانے کے لیے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے اسلامک بینکنگ ڈپارٹمنٹ کی کاوشیں قابلِ ستائش ہیں۔(۵)

پی ایل ایس اکاؤنٹ کا جائزہ

حکومتِ پاکستان نے اعلان کیا تھا کہ یکم جنوری ۱۹۸۱ء سے غیر سودی بینکاری کا آغاز ہو جائے گا چنانچہ اس کے لیے ہر بینک میں غیر سودی کاؤنٹرز کھول دیے گئے۔ حکومت نے اپنے اس اقدام کو غیر سودی بینکاری کی طرف پہلا قدم قرار دیا اور کہا کہ آہستہ آہستہ بینکاری کا سارا نظام غیر سودی بینکاری نظام میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ چونکہ اس اسکیم میں

بہت سی خامیاں اور اصولِ شرع کی خلاف ورزیاں تھیں، لہٰذا علمانے اس کے خلاف آواز بلند کی اور اس میں موجود خرابیوں کو اجاگر کیا۔ مذکورہ اسکیم میں ایک بڑی خرابی یہ تھی کہ اس میں "مارک اپ" کو بنیاد بنایا گیا تھا اور شرکت و مضاربت کا استعمال تقریباً برائے نام ہی تھا۔ واضح رہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے معیشت سے سود کے خاتمے پر جو رپورٹ ۱۹۸۰ء میں پیش کی تھی، اس میں بھی سود کے خاتمے کے لیے شرکت و مضاربت کے استعمال کی اہمیت کو بیان کیا گیا تھا۔ [٦]

در حقیقت شرکت و مضاربت ہی وہ طریقے ہیں جو خصوصاً سیونگ اکاؤنٹ کی بنیاد کے طور پر متعارف و مقبول ہیں۔ ایسا سیونگ اکاؤنٹ کہ جس کی بنیاد شرکت یا مضاربت پر ہو اور اس کو شرکت و مضاربت کے بیان کردہ اصول و قوانین کی روشنی میں درست انداز سے چلایا جارہا ہو، تو ان میں رقوم جمع کروانے والوں کو حلال نفع فراہم کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان کے اسلامی بینکوں میں یہی دو طریقے سیونگ اکاؤنٹ کی بنیاد کے طور پر مروّج ہیں۔ اسلامی بینکوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ اکاؤنٹ میں رکھوائی جانے والی رقوم سے اسلامی بینک اجارہ، مشارکہ، مرابحہ، سلم اور استصناع وغیرہا تمویل کے طریقوں کے مطابق کاروبار کرتے ہیں اور حاصل شدہ نفع کو اپنے ڈپازیٹرز کے درمیان شرکت یا مضاربت (جو عقد بھی بینک نے اپنے ڈپازیٹرز کے ساتھ کیا ہو) کے اصولوں کے مطابق تقسیم کر دیتے ہیں۔ شرکت و مضاربت کیا ہیں، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرکت کا تعارف

دو یا دو سے زائد افراد کا مال اور نفع میں شراکت داری کا معاہدہ اصطلاحاً شرکت کہلاتا ہے۔ [٧]

شرکت کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں: ۱۔ شرکتِ ملک ۲۔ شرکتِ عقد۔

پھر شرکتِ ملک کی دو اقسام ہیں: ۱۔ جبری ۲۔ اختیاری

فقہائے احناف شرکتِ عقد کی تین اقسام بیان کرتے ہیں: ۱۔ شرکتِ مال ۲۔ شرکتِ عمل ۳۔ شرکتِ وجوہ۔ پھر ان تین میں سے ہر ایک کی دو قسمیں بنتی ہیں: ۱۔ عنان ۲۔ مفاوضہ۔ یوں یہ کُل چھ اقسام ہیں۔ [٨] فقہائے حنابلہ مضاربت کو بھی شرکتِ عقد کی اقسام میں شمار کرتے ہیں۔ [٩]

مشارکہ (شرکتِ باہمی) کے نظام پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:

"لہٰذا اس طے شدہ شرحِ منافع کی روشنی میں بنک اپنے کھاتہ داروں سے معاہدۂ شراکت کرتے ہوئے ان سے بھی اسی اسلوب پر حصۂ نفع کی شرائط طے کر سکتا ہے۔ یہ تعیین ہر گز ربوا نہیں ہوگی کیونکہ یہ شرعاً جائز منافع ہیں جو شراکت کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں۔" [١٠]

واضح رہے کہ اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ میں بینک اور اکاؤنٹ ہولڈر کے درمیان جو عقدِ شرکت ہوتا ہے وہ شرکتِ مال ہے اور پھر شرکتِ مال کی دو اقسام میں سے عنان ہے۔ لہٰذا اس پر العنان فی شرکۃ الاموال کے احکام لاگو ہونگے۔ واضح رہے کہ پاکستان کے اسلامی بینکوں میں سیونگ اکاؤنٹ سوائے چند ایک بینک کے، مضاربہ کی بنیاد

پر ہی چل رہے ہیں۔ بینک آف خیبر اپنے سیونگ اکاؤنٹ کو شرکت کی بنیاد پر چلا رہا ہے۔ (۱۱)

چونکہ اکثر اسلامی بینک اپنے سیونگ اکاؤنٹ کو مضاربت کی بنیاد پر چلا رہے ہیں، لہٰذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مضاربت کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جائے، تاکہ اسلامی سیونگ اکاؤنٹ کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

مضاربت کا تعارف

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. (۱۲)

”پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو، اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔“ (۱۳)

مفتی سید صابر حسین اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:”علمائے کرام نے فرمایا کہ چونکہ مضارب بھی مضاربت کا مال لے کر زمین پر سفر کرتا ہے اور اللہ کے فضل کو تلاش کرتا ہے، لہٰذا یہ معاملہ جائز ہے۔ لہٰذا اس آیتِ کریمہ کے لفظ ”فضل“ سے مضاربت کے جائز ہونے کا پتا چلتا ہے۔“(۱۴)

صحیح بخاری میں ہے:

عن عروة ان النبی ﷺ اعطاه دینار اًیشتری له به شاة، فاشتری له به شاتین، فباع احداهما بدینار، فجاء بدینار و شاة، فدعا له بالبرکة فی بیعه، و کان لو اشتری التراب لربح فیه۔ (۱۵)

”حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار عطا فرمایا کہ وہ اس سے آپ کے لیے بکری خرید لائیں۔ انہوں نے اس (ایک دینار) سے دو بکریاں خریدیں اور (ان میں سے) ایک کو ایک دینار کے عوض فروخت کر دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دینار اور ایک بکری لے کر حاضر ہوئے تو نبی ﷺ ان کے لیے ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ (ان کا حال ایسا ہو گیا کہ) اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں نفع ہو جاتا۔“

امام ابو داؤد نے اس حدیث کو باب فی المضارب یخالف میں ذکر کیا ہے۔ (۱۶)

اس حدیث کے تحت الدر المنضود میں ہے:

”ترجمۃ الباب مضارب کے بارے میں ہے، لیکن کہہ سکتے ہیں کہ مضارب بھی رب المال کے لیے بمنزلہ وکیل کے ہوتا ہے۔“(۱۷)

سننِ ابن ماجہ میں ہے:

ثلاث فیهن البرکة: البیع الیٰ اجل و المقارضة و اخلاط البر بالشعیر للبیت لا للبیع. (۱۸)

تین چیزوں میں برکت ہے۔ ادھار بیچنا، قرض دینا اور گیہوں جو سے ملانا، مگر گھر کے لیے نہ کہ تجارت کے لیے۔ (۱۹)

مفتی احمد یار خان نعیمی لفظ "المقارضۃ" کے تحت لکھتے ہیں:

"قرض دینے سے مراد ہے مضاربت پر مال دینا کہ مال ہمارا ہو محنت دوسرے کی۔ نفع میں شرکت۔" (۲۰)

مضاربت کی مشروعیت پر اجماع بھی ہے۔ چنانچہ علامہ کاسانی مضاربت پر اجماع کے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وعلیٰ هذا تعامل الناس من لدن رسول الله ﷺ الیٰ یومنا هذا فی سائر الاعصار من غیر انکار من احد و اجماع اهل کل عصر حجة۔ (۲۱)

"اور رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک سے لے کر اب تک بغیر کسی کی جانب سے انکار کے، لوگ اس پر عمل پیرا رہے۔ اور تمام زمانوں کے لوگوں کا اجماع حجت ہے۔"

مضاربت شرکت کی ایک قسم ہے۔ اس کی مشروعیت میں منافع و مصالح ہیں۔ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

"اس عقد کی لوگوں کو حاجت ہے، کیونکہ انسان مختلف قسم کے ہیں۔ بعض مالدار ہیں اور بعض تہی دست۔ بعض مال والوں کو کام کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا۔ تجارت کے اصول و فروع سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بعض غریب کام کرنا جانتے ہیں مگر ان کے پاس روپیہ نہیں، لہٰذا تجارت کیونکر کریں؟ اس عقد کی مشروعیت میں یہ مصلحت ہے کہ امیر و غریب دونوں کو فائدہ پہنچے۔ مال والے کو روپیہ دے کر اور غریب آدمی کو اس کے روپیہ سے کام کرکے۔" (۲۲)

فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ میں مضاربت کی اصطلاحی تعریف یوں درج ہے:

المضاربة عقد یقع علی الشرکة بمال من احد الجانبین۔ (۲۳)

"مضاربت ایک ایسا عقد ہے کہ جو شرکت پر بایں طور واقع ہوتا ہے کہ دو افراد میں سے کسی ایک کی جانب سے مال ہوتا ہے۔"

صاحبِ درمختار کی پیش کردہ تعریف مضاربت کو مزید واضح کرتی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عقد شرکة فی الربح بمال من جانب و عمل من جانب۔ (۲۴)

"نفع میں ایسی شرکت کا عقد کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے عمل، مضاربت ہے۔"

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں مضاربت کی تعریف کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

المضاربة هی ان یدفع المالک الیٰ العامل مالاً لیتجر فیه، و یکون الربح مشترکا بینهما بحسب ما شرطا۔ (۲۵)

"مضاربت یہ ہے کہ مالک کام کرنے والے کو تجارت کرنے کے لیے مال دے، اور ان کی مقرر کردہ شرائط کے حساب سے (مال پر حاصل ہونے والا) نفع ان کے درمیان مشترک ہو۔"

مضاربت کی پیش کردہ تعریفات سے معلوم ہوا کہ مضاربت شرکت کی ایک خاص قسم ہے، جس میں ایک شریک اپنا سرمایہ پیش کرتا ہے جبکہ دوسرا شریک اس سرمایہ سے کاروبار کرتا ہے۔ کاروبار سے حاصل ہونے والا نفع دونوں شرکا کے درمیان پہلے سے طے شدہ تناسب سے تقسیم ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ مضاربت میں پیش کردہ سرمایہ کو راس المال، راس المال پیش کرنے والے شریک کو رب المال جبکہ اس سرمایہ سے کاروبار کرنے والے شریک کو مضارب کہاجاتا ہے۔ سطورِ آئندہ میں ہم ان ہی اصطلاحات کو استعمال کریں گے۔

فقہانے مضاربت کی دو اقسام بیان کی ہیں: ۱۔ مضاربتِ مطلقہ ۲۔ مضاربتِ مقیدہ

۱۔ مضاربتِ مطلقہ

جس میں رب المال مضارب کے لیے کوئی کام یا علاقہ مخصوص نہ کرے، بلکہ اسے اس کی سمجھ اور مہارت کے حساب سے کام کرنے کی اجازت دے، جسے فقہا عموماً "اعمل برأیک" کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔

۲۔ مضاربتِ مقیدہ

جس میں رب المال مضارب کے لیے کوئی علاقہ یا کام مخصوص کردے۔ (۲۶)

مضارب کی راس المال سے متعلق درج ذیل حیثیتیں ہوتی ہیں:

۱۔ مضارب جب مال پر قبضہ کرے، تو امین ہے۔

۲۔ معاملہ کرتے وقت وکیل ہے۔

۳۔ نفع ہو تو شریک ہے۔

۴۔ نقصان ہو تو بری ہے۔ (سوائے اس کے کہ اس کی بدعملی، غفلت یا کوتاہی ثابت ہوجائے)

۵۔ مضاربت فاسد ہوجائے تو اجیر ہے۔

۶۔ اور اگر خلافِ معاہدہ یا خلافِ عرف کام کرے، اور نقصان ہوجائے تو ضامن ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے:

ثم المدفوع الیٰ المضارب امانة فی یده، لانه قبضه بامر مالكه لا علیٰ وجه البدل والوثیقة، وهو وكیل فیه، لانه یتصرف فیه بامر مالكه، واذا ربح فهو شریک فیه لتملكه جزء من المال بعمله، فاذا فسدت ظهرت الاجارة حتیٰ استوجب العامل اجر مثله، واذا خالف كان غاصبا لوجود التعدی منه علیٰ مال غیره۔ (۲۷)

نیز در مختار میں ہے:

وحکمها ایداع ابتداء، وتوکیل مع العمل، وشرکة ان ربح، وغصب ان خالف وان اجاز بعده، واجارة فاسدة ان فسدت فلا ربح حینئذ، بل له اجر مثل عمله مطلقاً۔ (۲۸)

مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

"مضاربت کا حکم یہ ہے کہ جب مضارب کو مال دیا گیا، اس وقت وہ امین ہے، اور جب اس نے کام شروع کیا اب وہ وکیل ہے، اور جب کچھ نفع ہوا تو اب شریک ہے، اور رب المال کے حکم کے خلاف کیاتو غاصب ہے، اور مضاربت فاسد ہوگئی تو وہ اجیر ہے، اور اجارہ بھی فاسد۔" (۲۹)

مضاربت میں کاروبار سے حاصل شدہ نفع رب المال و مضارب کے درمیان پہلے سے طے شدہ تناسب سے تقسیم ہوتا ہے جبکہ نقصان بحسبِ سرمایہ رب المال برداشت کرتا ہے۔ فقہائے کرام نے اس اصول کو حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس قول سے اخذ کیا ہے:

الوضیعة علی المال والربح علی مااصطلحوا علیه۔ (۳۰)

" نقصان بحسبِ سرمایہ اور نفع شرکا کی طے شدہ شرائط کے مطابق تقسیم ہوگا۔"

فائدہ: مضارب چونکہ کاروبار میں سرمائے کے ساتھ شرکت نہیں کرتا، لہٰذا وہ سرمائے کا نقصان برداشت کرنے کا پابند نہیں۔

راس المال کے ہلاک ہو جانے یا اس میں نقصان ہونے کی صورت میں مضارب صرف اسی وقت ضامن ہوگا جب کہ نقصان اس کی تعدی و دست درازی کی بنا پر ہوا ہو۔ مضارب کے لیے راس المال کا نقصان برداشت کرنے کی شرط باطل ہے۔ اس کے حصے کا نقصان یہی ہے کہ اس کی محنت ضائع ہو جائے گی اور وہ اپنی محنت کا معاوضہ طلب کرنے کا حقدار بھی نہیں ہوگا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مضارب کے ذمہ نقصان کی شرط باطل ہے۔ وہ اپنی تعدی و دست درازی و تضیع کے سوا کسی نقصان کا ذمہ دار نہیں۔ جو نقصان واقع ہو سب صاحبِ مال کی طرف رہے گا۔ نہ مضاربتِ صحیحہ میں مضارب اپنی محنت و کوشش کا کوئی بدلہ صاحبِ مال سے پانے کا مستحق ہے۔ اُس کا بدلہ یہی ہے کہ نفع ہو تو حسبِ قرارداد اس میں شریک ہوگا۔" (۳۱)

امہات الکتب سے مضاربت کے بارے میں بنیادی معلومات پیش کرنے کے بعد اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلامی بینکوں میں مضاربت کو کس طرح استعمال کیا جارہا ہے۔ تاکہ قدیم کتبِ فقہ کی روشنی میں ہم اس بات کا تعین کرسکیں کہ موجودہ اسلامی بینکاری میں زیرِ استعمال پروڈکٹ بنام "مضاربہ" فقہا کی پیش کردہ اصول سے کتنی قریب ہے۔

سیونگ اکاؤنٹ اور اس کی بنیاد کی حیثیت سے اسلامی بینکاری میں رائج مضاربہ

اسلامی مالیات پر تحقیقی کاموں کے لیے ایک ادارہ بنام هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية جو کہ AAOIFI) Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions) سے معروف ہے، بحرین میں قائم ہے۔ AAOIFI نے المعایير الشرعیۃ (Shariah Standards) کے نام سے اسلامی بینکاری کے لیے کچھ معیارات (Standards) بنا کر پیش کیے ہیں، جن کو اسلامی بینکاری کے لیے اساسی دستاویز کے طور پر دنیا بھر میں مقبولیت حاصل ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان بھی رفتہ رفتہ اسلامی بینکاری کے لیے ان معیارات کو اختیار (Adopt) کر رہا ہے۔ مضاربہ کے موضوع پر AAOIFI نے جو شرعی معیار پیش کیا ہے، اس میں مضاربہ کی تعریف یوں درج ہے:

المضاربة شركة في الربح بمال من جانب (رب المال) وعمل من جانب آخر (مضارب)۔[۳۲]

"نفع میں شراکت داری قائم کرنا جس میں ایک فریق کی جانب سے مال پیش کیا جاتا ہے جسے رب المال کہتے ہیں، دوسرے فریق کی جانب سے کام پیش کیا جاتا ہے جو مضارب کہلاتا ہے۔"[۳۳]

فائدہ: AAOIFI کی پیش کردہ مضاربہ کی تعریف تقریباً وہی ہے جو در مختار میں ہے۔

اسلامی بینک اپنے سیونگ اکاؤنٹ میں موجود رقم کا امین ہوتا ہے اور اس کے ہلاک ہو جانے یا نقصان ہونے کی صورت میں وہ اسی وقت ضامن ہو گا جب کہ نقصان اس کی تعدی و کوتاہی کی بنا پر ہو، جیسا کہ مضاربت کے احکام میں گزرا۔ چنانچہ المعیار الشرعی نمبر ۱۳ میں ہے:

المضاربة من عقود الامانات، والمضارب امين على ما في يده من مال على مال المضاربة الا اذا خالف شروط عقد الامانة فتعدى علىٰ مال المضاربة، او قصر ادارة اموال المضاربة، او خالف شروط عقد المضاربة، فاذا فعل واحدًا او اكثر من ذالك فقد اصبح ضامناً لراس المال۔[۳۴]

"مضاربہ عقودِ امانت میں سے ہے۔ مضارب، مضاربہ کے مال کا امین ہے، سوائے اس صورت کے جب وہ عقدِ امانت کی شروط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مالِ مضاربہ میں تعدی کرے یا انتظامی معاملات میں کوتاہی کرے یا عقدِ مضاربہ کی شرائط کی خلاف ورزی کرے۔ چنانچہ اگر وہ ان میں سے ایک یا زائد کام کرے تو وہ سرمائے کا ضامن ہو گا۔"[۳۵]

نیز ڈاکٹر اعجاز صمدانی لکھتے ہیں:

"ایک اسلامی بینک اپنے نفع بخش اکاؤنٹ میں جو رقم لیتا ہے، وہ مضاربہ یا مشارکہ کی بنیاد پر ہوتی ہے اور شرعی اعتبار سے ڈیپازیٹر کی یہ رقم بینک کے پاس امانت ہوتی ہے۔ یعنی اگر بینک کی کسی تعدی

(Negligence) اور کوتاہی کے بغیر وہ رقم یا اس کا کچھ حصہ ہلاک ہو جائے تو بینک اس کی ادائیگی کا ضامن نہیں ہوتا۔"[۳۶]

واضح رہے کہ مضاربت میں نفع کا تناسب اور تقسیمِ نفع کا طریقہ کار پہلے سے مقرر کر لیا جاتا ہے اور فریقین کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ باہمی رضامندی سے نفع کا جو تناسب چاہیں مقرر کریں۔ اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ میں بھی اسے پیشگی مقرر کر لیا جاتا ہے، چنانچہ المعیار الشرعی نمبر ۱۳ میں ہے:

يشترط في الربح ان تكون كيفية توزيعه معلومة علماً نافيا للجهالة ومانعا للمنازعة۔ وان يكون ذلك على اساس نسبة مشاعة من الربح لا على اساس مبلغ مقطوع او نسبة من راس المال۔[۳۷]

"نفع کی یہ شرط ہے کہ اس کی تقسیم کا طریقہ کار اس طرح سے معلوم ہو کہ لاعلمی دور ہو جائے اور جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو، علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا تعین کاروبار کے نفع کے تناسب کی بنیاد پر ہو نہ کہ متعین رقم یا سرمایہ کاری کا کوئی تناسب طے ہو۔"[۳۸]

اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ایک سوال کے جواب میں تقسیمِ نفع کے اس طریقہ کار کو قدرے وضاحت سے بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو: مضاربہ معاہدے میں نہ تو کسی فریق کو منافع کی یکمشت ادائیگی ممکن ہے نہ ہی کسی مخصوص شرح پر کسی فریق کے حصہ کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً سرمائے کی مالیت ایک لاکھ روپے ہے تو فریقین ایسی کسی شرط پر متفق نہیں ہوسکتے کہ منافع میں دس ہزار روپے مضارب کو دیے جائیں گے۔ نہ ہی وہ یہ کہہ سکتے ہیں رب المال کو کل سرمائے کا بیس فیصد ادا کیا جائے گا۔ تاہم ان میں اس طرح سے اتفاق رائے ہوسکتا ہے کہ حقیقی منافع میں سے ۴۰ فیصد مضارب کے حصے میں آئے گا جبکہ ۶۰ فیصد رب المال کو ملے گا۔[۳۹]

اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ میں نفع روزانہ کے تناسب کی بنیاد پر شمار کیا جاتا ہے اور اس کی تقسیم عموماً ماہانہ ہوتی ہے۔ مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

"یومیہ پیداوار کے حسابی طریقے کا مطلب یہ ہے کہ مدتِ مضاربت کے اختتام پر جو نفع آئے، اس کے بارے میں یہ حساب کیا جائے کہ اوسطاً فی یوم فی روپیہ کتنا نفع ہوا؟ مثلاً تیس دن میں تین سو روپے پر تیس روپیہ نفع ہوا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تین سو روپے پر فی یوم ایک روپیہ نفع آیا، لہٰذا ایک روپے پر فی یوم نفع ۰.۰۰۳۳۳ ہوا۔ اب اگر کسی شخص کا ایک روپیہ پندرہ دن مضاربت کھاتے میں رہا تو اس ایک روپے کو ۰.۰۰۳۳۳ پندرہ سے ضرب دیا جائے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ایک روپے پر پندرہ دن میں ۰.۰۴۹۹۹ نفع آیا، اب اگر کسی کے دس روپے پندرہ دن رہے تھے تو اس نفع کو دس سے ضرب دے کر اس کا نفع ۰.۴۹۹۹ ہو گیا۔ اس طریقے کو یومیہ پیداوار کا حساب کہتے ہیں۔"[۴۰]

اسلامی بینک (مضارب)، ڈپازیٹرز (ارباب الاموال) کا پیسہ کس طرح استعمال کرتا ہے اور پھر اپنے اور ان کے درمیان

نفع کس طرح تقسیم کرتا ہے، یہ جاننے کے لیے مندرجہ ذیل نقشہ ملاحظہ فرمائیں:

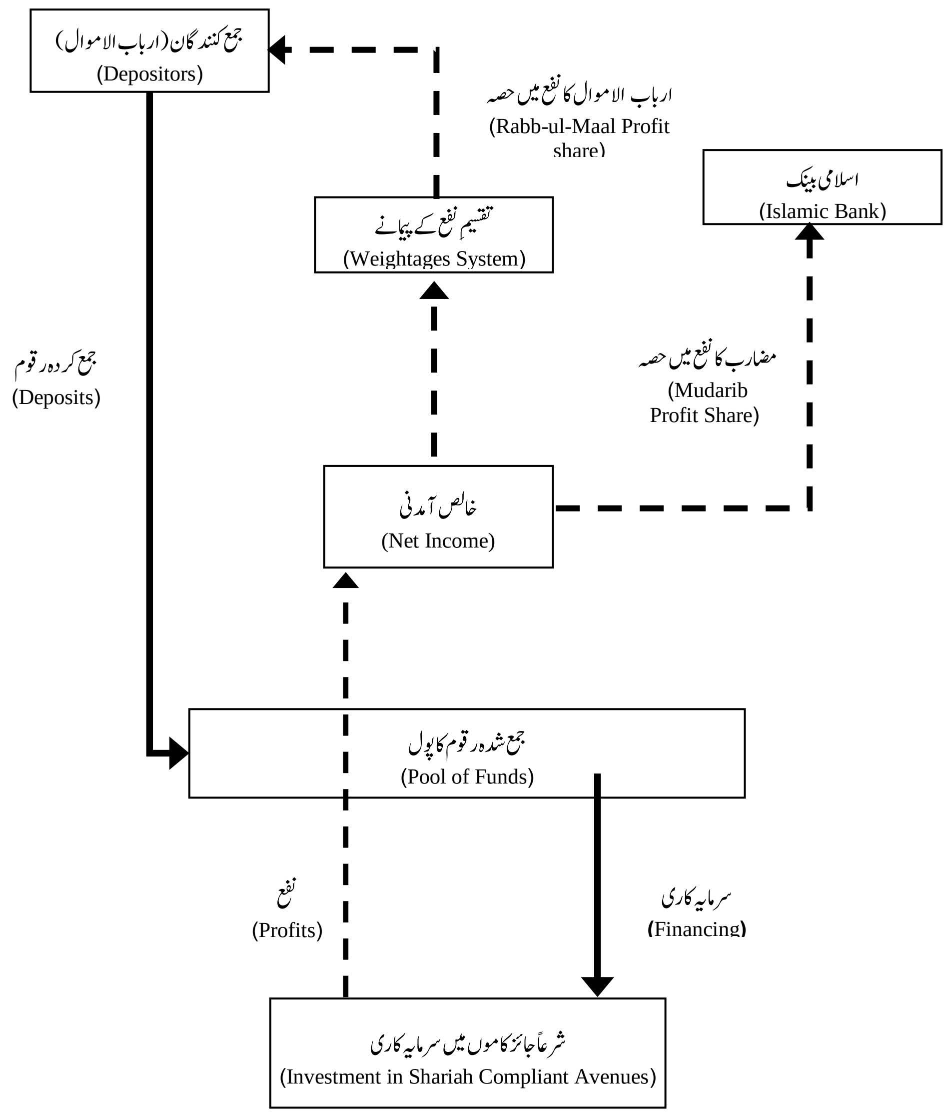

واضح ہوا کہ اسلامی بینکاری میں مضاربت کو استثمار کے لیے عمدگی سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مضاربت کی پسندیدگی کے حوالے سے ڈاکٹر اشرف محمد دوابہ لکھتے ہیں:

المضاربة عقد من عقود الاستثمار لاستثمار الاموال بعیدا عن الربا الذی حرمه الله تعالیٰ۔ (۴۱)

"مضاربہ، سرمایہ کاری کے عقود میں سے ایک عقد ہے جو ربا (سود) سے دور ہے، جس (سود) کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔"

اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ کو شرکت یا مضاربت جیسے مستحسن طریقوں سے ہم آہنگ رکھنے کے لیے عالمی و ملکی سطح پر باقاعدہ قانون سازی کی گئی ہے اور اندرونی و بیرونی سطح پر مختلف شعبہ جات اور ٹیمیں وقتاً فوقتاً اسلامی بینکاری کے دیگر امور کے ساتھ ساتھ سیونگ اکاؤنٹ کی جانچ پڑتال بھی کرتی رہتی ہیں، جن میں ایک اہم ترین ٹیم شریعہ بورڈ ہے جو اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی ہدایات کے مطابق کم از کم تین مفتیانِ کرام پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک شعبہ برائے تعمیلِ شرعی (Shariah Compliance Department) بھی موجود ہوتا ہے جو شرعی نقطۂ نظر سے اسلامی بینک کے تمام امور بشمول سیونگ اکاؤنٹ کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ یہ شعبہ شریعہ بورڈ کے لیے معتمد (Secretary) کے طور پر بھی خدمات انجام دیتا ہے۔ اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ کا اندرونی و بیرونی شریعہ آڈٹ (Internal and External Shariah Audit) بھی ہوتا ہے اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی ٹیم بھی اس کی جانچ پڑتال کرتی رہتی ہے۔ ان سب کی رپورٹس شریعہ بورڈ اور بینک انتظامیہ کو پیش کی جاتی ہیں جس کے بعد جن شعبہ جات میں مزید اصلاح درکار ہو، اس کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے جاتے ہیں۔

خاتمۂ بحث

مذکورہ تفصیل میں ہم نے اس امر کا جائزہ پیش کیا ہے کہ اسلامی بینکاری کا سیونگ اکاؤنٹ (بچت کھاتہ) شرکت یا مضاربت کے اصولوں پر مبنی ہوتا ہے، جو کہ قرآن و سنت اور اجماعِ امت کی رو سے تمویل و استثمار کے پسندیدہ طریقے ہیں۔ نیز اس بات کو یقینی بنانے کے لیے عالمی و ملکی سطح پر باقاعدہ قانون سازی کی گئی ہے کہ اسلامی بینکاری میں سیونگ اکاؤنٹ شرکت یا مضاربت کے اصولوں سے ہم آہنگ رہے اور اس کی جانچ پڑتال کے لیے اندرونی و بیرونی سطح پر باقاعدہ شعبہ جات اور مختلف ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔

سیونگ اکاؤنٹ سے متعلق اسلامی بینکوں کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ ڈپازیٹرز (جمع کنندگان) سے شرکت یا مضاربت کی بنیاد پر رقوم حاصل کرکے کاروبار کرتے ہیں اور حاصل شدہ نفع میں انہیں بھی حصہ دار بناتے ہیں۔ لہٰذا دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں اسلامی بینکوں کا یہ عمل جائز ہے اور اس اکاؤنٹ سے انتفاع درست ہے، نیز اس کو روایتی (سودی) بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹ کے مثل خیال کرنا جو کہ ایسے سودی قرضہ جات پر مشتمل ہوتا ہے جو بینک اپنے ڈپازیٹرز سے حاصل کرکے اس پر انہیں سود ادا کرتے ہیں، درست نہیں ہے۔

سفارشات

۱۔ محققین کو چاہیے کہ اسلامی بینکاری میں رائج سیونگ اکاؤنٹ پر اپنے مقالات پیش کریں اور موضوع کے وہ گوشے جو مزید قابلِ توجہ ہوں، ان کو اجاگر کریں۔

۲۔ علمائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس تحریر کے تناظر میں اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ پر احکام شرکت و

مضاربت کے عملی اطلاقات کے حوالے سے سنجیدگی سے غور وخوض فرمائیں اور جہاں ضرورت محسوس ہو، مزید اصلاحات کے لیے تجاویز بھی عطا فرمائیں۔ اگر اسلامی بینکاری کا مروجہ نظام احکامِ شرکت و مضاربت کے مطابق نظر آئے تو اسے قبول فرمائیں اور اس کی جانب عوام الناس کی رہنمائی فرمائیں، تاکہ لوگوں کا تذبذب اختتام کو پہنچے، اتفاق کی فضا قائم ہو، مزید نئے افکار سامنے آئیں اور اصلاحات کا عمل مزید موثر اور تیز تر ہو۔ نیز علمائے کرام کو یہ بات بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ اس وقت بینکاری نظام لوگوں کی ضرورت بن چکا ہے، لہٰذا اس کو محض ناجائز کہہ دینا نہ تو عوام الناس کی ضروریات کی تکمیل کرے گا اور نہ ہی اس سے ان کی تسکین کا ساماں ہو گا۔

۳۔ سود ایک ایسا وبال ہے کہ جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ (۴۲) اس سے چھٹکارے کے لیے ہر مسلمان کو بساط بھر مخلصانہ کوشش کرنی چاہیے۔

۴۔ اسلامی بینکوں کے عملے کی تربیت کے حوالے سے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی کاوشیں خوش آئند ہیں، اس سلسلے میں مرکزی بینک کی ہدایات کی تعمیل کرتے ہوئے ہر اسلامی بینک کو چاہیے کہ وہ اپنے عملے کی تربیت پر خصوصی توجہ دے، تاکہ شرکت و مضاربت کی بنیاد پر چلائے جانے والے سیونگ اکاؤنٹ کو احکامِ شرع سے ہم آہنگ رکھنے میں تربیتی عملے میں کمی کے سبب پائی جانے والی ممکنہ اغلاط سے حفاظت ہو سکے۔

موضوع کے مزید تحقیق طلب پہلوؤں پر کام کی تجاویز

سطورِ بالا میں ہم نے چند بنیادی اور اہم باتوں پر مشتمل اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ کا جائزہ دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں پیش کیا اور اس کے موجودہ طریقہ کار کو واضح کیا، جو کہ اسلامی بینکاری کے سیونگ اکاؤنٹ کو اس کی بنیادوں اور مروجہ طریقہ کار کو سمجھنے کے لیے کافی و وافی ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اسلامی بینکاری میں سیونگ اکاؤنٹ اس وقت ایک مثالی حیثیت میں ہے۔ اصلاحات کی گنجائش یقیناً ہر شعبے میں رہتی ہے اور یہاں بھی ہے اور مزید اصلاحات کے لیے کوشش بھی جاری ہے۔ کچھ امور مزید تحقیق اور توجہ طلب ہیں، مثلاً: کوئی روایتی بینک جو کلی یا جزوی طور پر اسلامی بینک بننے جا رہا ہو (جس کے لیے تیز تر کاوشیں جاری ہیں) تو اس کے روایتی (سودی) سیونگ اکاؤنٹ رکھنے والے صارفین کو شرکت یا مضاربت کی بنیاد پر چلنے والے اکاؤنٹ سے تبدیل کرنے کے لیے کیا لائحۂ عمل اختیار کیا جائے؟ اگر بینک کی جانب سے اس بات کا اعلان کیا جائے تو وہ کس سطح پر ہو کہ سب کو خبر ہو سکے؟ اس عمل کے لیے صارفین کی رضامندی کا حصول کیسے یقینی بنایا جا سکتا ہے؟ اگر صارفین کی رضامندی کے حصول کے لیے خطوط کا اجرا کیا جائے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ کئی صارفین تک پہنچے ہی نہیں۔ اور پہنچ بھی گیا تو ان کی رضامندی کا حصول بہت آسان نہیں ہے، تو کیا ایسی صورتِ حال میں بینک ان کی خاموشی کو رضامندی تسلیم کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو محدود وقت میں اس امر کی انجام دہی کے لیے موثر حکمتِ عملی کیا ہو گی؟

حوالہ جات

۱۔ المائدۃ:۳

۲۔ مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ۵۳، رقم ۱۹۲۲، دار طیبۃ، ۲۰۰۶ء، ریاض، ص ۹۲۵

۳۔ امانات سے متعلق تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: شامی، علامہ محمد امین ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الایداع، دار عالم الکتب، ریاض، ۲۰۰۳ء، ج۸، ص ۴۵۳ اور دفینوں سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیں: ایضاً، کتاب الزکوۃ، باب الرکاز، ج۳، ص ۲۵۴

۴۔ ملاحظہ فرمائیں: http://www.sbp.org.pk/departments/IBD.asp

۵۔ ملخصاً از: بزنس ریکارڈر، کراچی، ۱۷/نومبر ۲۰۱۰، ص ۱۸

۶۔ تفصیل کے لیے مطالعہ فرمائیں: عثمانی، مفتی محمد تقی، پی ایل ایس اکاؤنٹ کی حقیقت، میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، سن ندارد، ص ۴ تا ۱۷

۷۔ وھبۃ الزحیلی، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، الجزء الرابع، الفصل الخامس، المبحث الاول، دار الفکر، دمشق، ۱۹۸۵ء، ص ۷۹۳

۸۔ ملاحظہ ہو: ردالمحتار علی الدر المختار، ج۶، ص ۴۷۵

۹۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، الجزء الرابع، الفصل الخامس، المبحث الاول، ص ۷۹۴

۱۰۔ طاہر القادری، ڈاکٹر محمد، بلاسود بنکاری کا عبوری خاکہ، المطبعۃ العربیۃ، لاہور، ۱۹۸۷ء، باب سوم، ص ۶۷ تا ۷۷

۱۱۔ ملاحظہ ہو: https://www.bok.com.pk/islamic/raast-savings-account

۱۲۔ الجمعۃ:۱۰

۱۳۔ احمد رضا خان، مولانا، کنز الایمان، مکتبۃ المدینۃ، ۲۰۱۳ء، کراچی؛ الجمعۃ:۱۰، ص ۱۰۲۵

۱۴۔ صابر حسین، مفتی سید، اربعین تجارت و معیشت، المنیب شریعہ اکیڈمی، ۲۰۱۳ء، کراچی، ص ۱۴۲

۱۵۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ۲۸، دار ابن کثیر، بیروت، ۲۰۰۲ء، ص ۸۹۵

۱۶۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، الجزء الخامس، باب فی المضارب یخالف، دار الرسالۃ العالمیۃ، دمشق، ۲۰۰۹ء، ص ۲۶۵ تا ۲۶۶

۱۷۔ محمد عاقل، مولانا، الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، الجزء الخامس، مکتبۃ الشیخ، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۳۶۰

۱۸۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، باب الشرکۃ والمضاربۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، سن ندارد، ص ۱۶۵

۱۹۔ احمد یار خان نعیمی، مفتی، مراۃ المناجیح، باب الشرکۃ والوکالۃ، الفصل الثالث، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، سن ندارد، جلد ۴، ص ۳۳۹

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ کاسانی، علامہ علاؤالدین، بدائع الصنائع، الجزء الثامن، کتاب المضاربۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۳ء، ص ۵

۲۲۔ اعظمی، مفتی امجد علی، بہار شریعت، مشتاق بک کارنر، لاہور، سن ندارد، ج۲، حصہ ۱۴، مضاربت کا بیان، ص ۱۶

۲۳۔ برہان الدین، علی بن ابی بکر المرغینانی، الھدایۃ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، ۱۴۱۷ھ، ج۳، جزء۶، کتاب

المضاربۃ، ص۱٦٦
۲۴۔ حصکفی، علامہ علاؤ الدین، الدر المختار، دار عالم الکتب، ریاض، ۲۰۰۳ء، جلد ۸، کتاب المضاربۃ، ص ۴۳۰
۲۵۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، الجزء الرابع، الفصل الخامس، المطلب الاول فی المبحث الثانی، ص ۸۳٦
۲٦۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: الھدایۃ، المجلد الثالث، جزء٦، کتاب المضاربۃ، ص ۱۷۱۔۱۷۲
۲۷۔ ایضاً، ص ۱٦۵
۲۸۔ الدر المختار، ج ۸، کتاب المضاربۃ، ص ۴۳۰۔۴۳۱
۲۹۔ بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۴، مضاربت کا بیان، ص ۱۷
۳۰۔ عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام الصنعانی، مصنف عبد الرزاق، کتاب البیوع، باب نفقۃ المضارب ووضیعتہ، رقم ۱۵۰۸۷، ج ۸، ص ۲۴۸
۳۱۔ احمد رضا خان، مولانا، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، ۲۰۰۱ء، لاہور، ج ۱۹، ص ۱۳۱
۳۲۔ المعاییر الشرعیۃ، ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات المالیۃ الاسلامیۃ، بحرین، المعیار الشرعی ۱۳، ص ۳٦۹
۳۳۔ شرعی معیارات، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۱۸ء، شرعی معیار ۱۳، ص ۳۸۳
۳۴۔ المعاییر الشرعیۃ، المعیار الشرعی ۱۳، ص ۳۷۰
۳۵۔ شرعی معیارات، شرعی معیار ۱۳، ص ۳۸۵
۳٦۔ اعجاز احمد صمدانی، مولانا ڈاکٹر، اسلامی بینکاری۔ ایک حقیقت پسندانہ جائزہ، ادارہ اسلامیات، کراچی، ۲۰۰٦ء، ص ۵۷-۵۸
۳۷۔ المعاییر الشرعیۃ، المعیار الشرعی ۱۳، ص ۳۷۲
۳۸۔ شرعی معیارات، شرعی معیار ۱۳، ص ۳۸٦
۳۹۔ عمران احمد (ودیگر)، اسلامی بینکاری کے بارے میں عمومی سوالات، اسٹیٹ بینک آف پاکستان، کراچی، سن ندارد، سوال نمبر ۲۰، ص ۱۰
۴۰۔ تقی عثمانی، مفتی محمد، غیر سودی بینکاری، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۰۵
۴۱۔ دوابہ، الدکتور اشرف محمد، صنادیق الاستثمار فی البنوک الاسلامیۃ، دار السلام، قاہرہ، ۲۰۰٦ء، الفصل الخامس، المبحث الاول، ص ۲۳۵
۴۲۔ البقرۃ: ۲۷۹